© rasailojaraid.com

مولینا فضل الٰہی صاحب ایم اے

ابو العبّاس المبرّد

المبرد پیر کے روز عید الاضحیٰ کے دن سنہ ۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے[۱]۔ ان کا نام محمد، کنیت ابو العباس اور شجرۂ نسب اس طرح ہے۔

محمد بن یزید بن عبد الاکبر بن عمیر بن حسان بن سلیمان بن سعد بن عبد اللہ بن زید بن مالک بن حارث بن عامر بن عبد اللہ بن بلال بن عوف بن اسلم ہے اور اسلم ثمالہ بن احجن بن کعب بن حارث بن کعب بن عبد اللہ بن مالک بن نصر بن الاسد بن غوث ہے۔ المبرد اپنے جد اعلیٰ ثمالہ کی طرف انتساب کی بناء پر ثمالی اور بنو ازد سے تعلق کی بنا پر ازدی کہلاتے ہیں المبرد ان کا لقب ہے اور یہ راء کے فتحہ اور کسرہ دونوں طریقوں سے پڑھا جاتا ہے۔

ابو العباس اپنے نام کی بجائے لقب سے زیادہ مشہور ہوئے۔ ان کے لقب کی وجہ کے بارے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں ایک قول تو وہ ہے جس کو ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں حافظ ابو الفرج ابن الجوزی کی کتاب الالقاب سے نقل کیا ہے کہ ابو العباس سے مبرد لقب

---

[۱] وفیات الاعیان بذیل ترجمۃ المبرد۔ علامہ ابن خلکان نے بعض علماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ المبرد کی پیدائش ۲۰۷ھ میں ہوئی طبقات المفسرین میں ان کی پیدائش ۲۱۶ھ میں بیان کی گئی ہے۔ مشہور قول جس کو اکثر علماء نے اختیار کیا ہے اس کے مطابق ان کی پیدائش ۲۱۰ھ ہی میں ہوئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ ایک دفعہ کوتوال نے ہم نشینی کے لیے ان کو بلا بھیجا۔ ابو العباس، کوتوال کی ہم نشینی کو ناپسند کرنے کے سبب اس کے ہاں جانے کی بجائے اپنے استاد ابو حاتم کے گھر چلے گئے۔ پولیس کے آدمی ان کی تلاش میں ابو حاتم کے گھر پہنچے، ابو حاتم نے اپنے شاگرد کو جلدی سے پانی کے ایک خالی مٹکے میں چھپنے کے لیے کہا اور خود باہر جا کر تفتیشی پارٹی سے کہہ دیا کہ ابو العباس یہاں نہیں ہے۔ پولیس کے آدمیوں نے گھر کی تلاشی لینے پر اصرار کیا تو ابو حاتم ان کو اندر لے آئے۔ جب وہ ابو العباس کا سراغ لگانے میں ناکام ہو کر واپس چلے گئے تو ابو حاتم اپنے شاگرد ابو العباس کو مخاطب کر کے کہنے لگے "اَلْمُبَرِّدْ! اَلْمُبَرِّدْ" ابو حاتم کا ایسا کہنا ہی ان کے لقب المبرد کا سبب بنا۔

لقب کے بارے میں ایک اور وجہ بھی بیان کی جاتی ہے۔ اس کو ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں اشارۃً ذکر کیا ہے البتہ یاقوت حموی نے معجم الادباء[1] میں اور سیوطیؒ نے بغیۃ الوعاۃ[2] میں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ یاقوت اور سیوطی نے پہلی وجہ ذکر نہیں کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک دوسری وجہ ہی اصل وجہ ہے اور یہ وجہ لقب اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ابو العباس کے استاذ ابو عثمان مازنی نے "کتاب الالف واللام" کے مشکل مقامات کے متعلق ان سے سوالات کیے ابو العباس بہت عمدہ جوابات دیے۔ اس پہ وہ فرمانے لگے :- "قم فانت المبرد ای المثبت للحق"

ان کے علاوہ بھی مبرد کے لقب کے اسباب بیان کیے جاتے ہیں لیکن اکثر علماء کے نزدیک وہ چنداں قابل التفات نہیں۔

اساتذہ :

ان کے اساتذہ میں مشہور ترین ابو عثمان مازنی اور ابو حاتم سجستانی ہیں۔ یاقوت نے ابو عمر الجرمی کا نام بھی اساتذہ ذکر کیا ہے[3]۔ ابن حجرؒ نے عمارۃ بن عقیل اور مغیرہ کے نام بھی المبرد کے اساتذہ میں نقل کیے ہیں[4]

---

[1] معجم الادباء ص ۱۲۰ جلد ۱۹ [2] بغیۃ الوعاۃ ص ۱۱۶
[3] معجم الادباء ج ۱۹ ص ... [4] لسان المیزان جلد ۵ ص ...

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المبرد اور ثعلب :

المبرد کے معاصرین میں سے جن صاحب کا تذکرہ المبرد کے حالات میں عموماً ملتا ہے وہ ان کے معاصر ابوالعباس احمد بن یحییٰ ثعلب ہیں۔

المبرد اور ثعلب کے درمیان کھینچا تانی رہتی تھی۔ البتہ حاضر جوابی، فصاحت و بلاغت اور تیزی و طراری کے سبب المبرد کا پلہ بھاری رہتا تھا اور اسی بنا پر ثعلب المبرد سے گفتگو کرنے سے گریز کیا کرتے تھے۔ یاقوت نے ذکر کیا ہے کہ ایک دفعہ المبرد کو خبر پہنچی کہ ثعلب نے ان کے بارے میں کچھ باتیں کہی ہیں اس موقع پر انھوں نے یہ شعر کہے :-

رب من یعنیه حالی   وهو لا یجری ببالی
قلبه ملآن منی   وفؤادی منه خالی

جب ثعلب کو ان اشعار کی اطلاع ملی تو اُنھوں نے جواب میں ایک لفظ تک نہ کہا

لم یقل ثعلب کلمة فی جوابه [1]

درحقیقت علوم و فنون میں کمال دسترس کے علاوہ المبرد فن مناظرہ میں یدطولیٰ رکھتے اس بات کی تائید زجاج کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جو اس نے ابوالعباس کے ساتھ بغداد میں مناظرہ کے بعد دیا تھا۔ زجاج کے الفاظ ہیں :-

فلما باحثته الجمنی بالحجة وطالبنی بالعلة، والزمنی الزامات لم اهتد الیها، فاستیقنت فضله، واسترجحت عقله واخذت فی ملازمته" [2]

درس و تدریس :

ابوالعباس جب مسند تدریس پر رونق افروز ہوئے تو جلد ہی ان کے علم و فضل کا شہرہ دور دور

---

[1] معجم الادباء جلد ۱۹ [2] تاریخ بغداد جلد ۳ ص [illegible] معجم الادباء جلد ۱۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تک پھیل گیا۔ تشنگانِ علم دور دور سے سیرابی کے لیے ان کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ ایک شاعر اسی صورتِ حال کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتا ہے :۔

یروح الیك الناس حتّٰی کانّھم ببابك فی أعلی منًی والمحصب[1]

ایک شاعر طالبانِ علم کی راہنمائی ان الفاظ میں کرتا ہے ۔

ایا طالب العلم لا تجھلن وعذ بالمبرد او ثعلب

تجد عند ھٰذین علم الوریٰ فلا تك کالجمل الاجرب ۔

علوم الخلائق مقرونۃ بھٰذین فی الشرق والغرب[2]

المبرد سے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا۔ خطیب بغدادیؒ ان کے تلامذہ میں سے چند ایک کے نام لینے کے بعد کہتے ہیں۔ "وجماعۃ یتسع ذکرھم"[3]

ان کے مشہور شاگردوں میں سے نفطویہ، اسماعیل صفار، ابوبکر محمد یحیی الصولی، ابوعلی الطومار ی، ابوالحسن اخفش اصغر، محمد بن ابی الاز ہر، ابوعبداللہ حکیمی، ابوسہل بن زیاد اور ابوعمرو غلام ثعلب ہیں ۔[4]

مبرد کا علوم و فنون میں مقام :

ابوالعباس علوم و فنون میں انتہائی بلند مرتبہ رکھتے تھے بغداد میں " امام عربیت" کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے یاقوت لکھتا ہے :۔

"کان امام العربیۃ ببغداد والیھا انتھی علمھا بعد طبقۃ الجرمی والمازنی"[5]

---

[1] منقول از معجم الادباء جلد ۱۹

[2] منقول از وفیات الاعیان بذیل ترجمہ المبرد

[3] تاریخ بغداد جلد ۳ ص ۳۸۰

[4] ملتقط از وفیات الاعیان، معجم الادباء، تاریخ بغداد و لسان المیزان [5] معجم الادباء جلد ۱۹ ص ۱۱۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المبرد، علم نحو میں بصریوں کے موید تھے اور ان کے مسلک کے متعلق ان کی معلومات کا دائرہ وسیع تھا۔ احمد بن کمال قاضی کے الفاظ میں

وکان فی العلم بنحو البصریین فرداً [۱]

خطیب بغدادی کے الفاظ میں المبرد

شیخ اهل النحو وحافظ علم العربیة، کان عالماً فاضلاً

موثوقا به فی الروایة، حسن المحاضرة ملیح الاخبار، کثیر النوادر [۲]

اسماعیل قاضی کے خیال میں "ما رأی محمد بن یزید مثله" [۳]

ان کمالات کے علاوہ، اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت عمدہ حافظہ عطا کیا تھا۔ لوگ ان کی غیر معمولی وسعت معلومات دیکھ کر شک کرنے لگتے کہ شاید المبرد اپنی ہی طرف سے اشعار ونوادر وضع کر لیتے ہیں نفطویہ، ان کے ایک شاگرد، ان کے حافظہ کی وسعت کی شہادت ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

ما رأیت احفظ للاخبار بغیر اسانید من المبرد وابی العباس الفرات [۴]

خطیب بغدادی ان کے حافظے کے متعلق فرماتے ہیں :۔

کان المبرد لعظم حفظه اللغة واتساعه فیها یتهم بالکذب [۵]

ابوالعباس المبرد ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے ایک طرف علم نحو میں امامت کے منصب پر فائز تھے، تو دوسری طرف ادب وبلاغت میں انتہائی بلند مرتبہ رکھتے تھے تفسیر، حدیث وفقہ میں گہری نظر تھی۔ ان کے علم وفضل کی بنا پر مختلف شعراء نے ان کی مدح میں اشعار نظم کئے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے :۔

---

[۱] منقول از تاریخ بغداد جلد ۳ [۲] تاریخ بغداد جلد ۳

[۳] منقول از معجم الادباء جلد ۱۹

[۴] منقول از معجم الادباء جلد ۱۹

[۵] تاریخ بغداد جلد ۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واذا قیل من الفتی کل الفتی والشیخ والکھل الکریم العنصر
والمستضاء بعلمہ وبرأیہ وبعقلہ قلت ابن عبد الاکبر [۱]

ایک دوسرا شاعر یوں کہتا ہے :-

وانت الذی لایبلغ المدح وصفہ وان اطنب المداح مع کل مطنب
واوتیت علما لایحیط بکنہہ علوم بنی الدنیا ولاعلم ثعلب [۲]

تصانیف :

المبرد کی کئی ایک تصانیف ہیں ان کی مشہور ترین کتاب " الکامل فی اللغۃ والادب والنحو" ہے یاقوت کے الفاظ میں " ھو اشھر تصانیفہ [۳]

اس کتاب کی شہرت اور مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ مؤلف کتاب کی وفات کے گیارہ سو سال بعد بھی یہ کتاب علماء اور طلباء کے حلقوں میں بڑے شوق و ذوق سے پڑھی و پڑھائی جاتی ہے۔ مدارس دینیہ اور یونیورسٹیوں میں اس کے مختلف اجزاء شامل ہیں اس کی قدر و منزلت کی اس سے وزنی اور ٹھوس دلیل کیا ہو سکتی ہے کہ ابن خلدون ایسا محقق مورخ کہتا ہے :-

سمعنا من شیوخنا فی مجالس التعلیم ان اصول ھذا الفن وارکانہ اربعۃ دواوین وھی ادب الکاتب لابن قتیبۃ وکتاب الکامل للمبرد، وکتاب البیان والتبیین للجاحظ، وکتاب النوادر لابی علی القالی، وما سوی ھذہ الاربعۃ فتبع لھا وفروع عنھا [۴]

الکامل میں ابوالعباس نے احادیث ، فصیح و بلیغ خطبات ، ضرب الامثال ، اشعار اور دلچسپ

---

[۱] منقول از معجم الادباء جلد ۱۹
[۲] " " " "
[۳] معجم الادباء جلد ۱۹ ص ۱۲۲ [۴] مقدمہ ابن خلدون ص ۵۵۳، ۵۵۴ مطبوعہ مصر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واقعات بیان کیے ہیں۔ مصنف کا طریقہ یہ ہے کہ ایک حدیث، خطبہ، واقعہ یا چند اشعار ذکر کرنے کے بعد مشکل الفاظ کی تشریح کرتے ہیں۔ شرح کے دوران الفاظ کے معانی کی وضاحت کے لیے قرآن کریم کی آیات، احادیث، روزمرہ اور اشعار سے استشہادات پیش کرتے ہیں۔ بعض اوقات پیش آمدہ صرفی ونحوی مسئلہ کی بھی عمدہ انداز میں وضاحت کرتے ہیں۔ بسا اوقات حدیث بیان کرکے متعلقہ فقہی مسائل کا استنباط کرتے ہیں الکامل کے مشتملات اور طریق تالیف کے بارے میں خود مصنفؒ فرماتے ہیں:۔

"ھٰذا الکتاب الفناہ یجمع ضروباً من الآداب، ما بین کلام منثور، و شعر مرصوف، ومثل سائر، وموعظۃ بالغۃ، واختیار من خطبۃٍ شریفۃٍ ورسالۃ بلیغۃٍ۔ والنیّۃ ان نفسّر کلّ ما وقع فی ھٰذا الکتاب من کلام مستغلقٍ، وان نشرح ما یعرض فیہ من الاعراب شرحاً شافیاً، حتّٰی یکون ھٰذا الکتاب بنفسہ مکتفیا" [1]

المقتضب :

یہ ایک ضخیم کتاب ہے لیکن اس سے لوگوں نے استفادہ نہیں کیا یاقوت اسی کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

اکبر مصنفاتہ اِلّا انہ لم ینتفع بہ احدٌ [2]

اس کتاب کی شرح ابوالحسن الرمانی نے کی اور ابوالقاسم سعید نے تعلیق لکھی۔ کشف الظنون میں حاجی خلیفہؒ لکھتے ہیں:۔

شرحہ ابوالحسن علی بن عیسیٰ الرمانی المتوفی ۳۸۴ھ وعلق علی مشکلات اوائلہ ابوالقاسم سعید بن سعید الفارقی المتوفی ۳۹۱ھ [3]

---

[1] الکامل ص ۱،۲ [2] کشف الظنون ص ۱۷۹۳

[3] کشف الظنون ص ۱۷۹۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المدخل فی النحو :

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں المبرد کی تصنیفات میں سے ایک کتاب المقرب فی النحو" کے نام سے ذکر کی ہے غالباً یہ "المدخل فی النحو" ہی کا دوسرا نام ہے۔ حاجی خلیفہ ہی لکھتے ہیں کہ خود المبرد نے اس کتاب کی ایک شرح بھی لکھی ہے ـــــ وشرحها له ایضاً [1]

طبقات النحویین البصریین :

اس موضوع پر قلم اٹھانے میں المبرد کو اوّلیت کا شرف حاصل ہے، حاجی چلپیؒ لکھتے ہیں :-

"أوّل من صنف فيه ابو العباس محمد بن يزيد المبرد" [2]

کتاب التعازی والمراثی :

اس کتاب کے بارے میں المبرد نے دعویٰ کیا ہے کہ مراثی اور تعازی دونوں کو ایک کتاب میں جمع کرنے کی سب سے پہلے انھوں نے ہی کوشش کی ہے۔

ڈاکٹر ذوالفقار علی ملک اپنے ایک مقالہ میں لکھتے ہیں :-

"تاریخ ادب پر مختلف کتابوں کی ورق گردانی سے ثابت ہوتا ہے کہ المبرد اپنے دعوے میں حق بجانب ہیں" نیز لکھتے ہیں :-

"المبرد کے بعد بھی متعدد ادباء نے تعازی اور مراثی کے موضوع پر کتابیں تالیف کی ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان جملہ مستفین پر المبرد نے گہرا اثر ڈالا ہے۔" [3]

مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ المبرد کی کتابیں حسب ذیل ہیں :-

---

[1] کشف الظنون ص ۱۸۰۵ [2] کشف الظنون ص ۱۱۰۷

[3] مقالہ بعنوان "عربی میں مرثیہ اور تعزیہ نگاری کی مختصر تاریخ ماہنامہ "ترجمان الحدیث" بابت ماہ اگست و ستمبر ۱۹۷۰ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۶- کتاب المقصور والممدود
۷- کتاب الاشتقاق
۸- کتاب المذکر والمؤنث
۹- معانی القرآن المعروف بالکتاب التام
۱۰- کتاب الخط والھجاء
۱۱- کتاب الانواء والازمنة
۱۲- کتاب احتجاج القراء واعراب القرآن
۱۳- کتاب الحروف فی معانی القرآن (الی سورۃ طٰہٰ)
۱۴- کتاب العبارۃ عن اسماء اللہ تعالیٰ
۱۵- کتاب صفات اللہ عزوجل
۱۶- کتاب الا سیبویہ
۱۷- کتاب الزیادہ المنتزعہ من کتاب سیبویہ
۱۸- معنی کتاب سیبویہ
۱۹- جمع شواہد کتاب سیبویہ
۲۰- کتاب الحروف
۲۱- کتاب الاعراب
۲۲- کتاب التصریف
۲۳- کتاب العروض
۲۴- کتاب القوافی
۲۵- کتاب البلاغة
۲۶- قواعد الشعر
۲۷- کتاب ضرورۃ الشعر
۲۸- کتاب شرح کلام العرب وتخلیص الفاظھا ومزاوجة کلامھا وتعزیب معانیھا
۲۹- کتاب ما اتفقت الفاظہ واختلفت معانیہ فی القرآن
۳۰- رسالة الکاملة
۳۱- الجامع لم یتم
۳۲- کتاب الفاضل والمفضول
۳۳- الریاض المونقہ
۳۴- کتاب الوشی
۳۵- کتاب الحث علی الادب والصدق
۳۶- ادب الجلیس
۳۷- کتاب الناطق
۳۸- کتاب الممادح والمقابح
۳۹- کتاب اسماء الدواھی عند العرب
۴۰- کتاب قحطان وعدنان
۴۱- شرح الفصیح فی اللغة

وغیر ذالک

وفات: پیر کے روز ۲۸ ذوالحجہ ۲۸۶ھ کو بغداد میں فوت ہوئے [1] بقیہ ص ۲۲

---

[1] ابن خلکان نے بعض علماء کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ ان کی وفات ۲۸۵ھ میں ہوئی معجم الادباء میں ہے کہ ان کی وفات شوال ۲۸۵ھ میں ہوئی۔ بعض علماء کے نزدیک ان کی وفات ذی القعدہ ۲۸۵ھ میں ہے

© rasailojaraid.com